پاکستان کے سیاسی نظام میں عدم استحکام کا جائزہ: سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں

Analysis of instability in Pakistan's political system: In the light of Sirat ul-Nabi

Hafiz Muhammad Waseem Yaseen
PhD Scholar NCBA&E Sub campus Multan
Email: Waseemm35@gmail.com

Muhammad Noor
PhD Scholar NCBA&E Sub campus Multan
Email: mnoorsaeedi786@gmail.com

Hafiz Muhammad Kashif
PhD Scholar Department of Usool ul Deen University of Karachi
Email: 786kashif2015@gmail.com

Abstract

The establishment of the state of Madinah, which was initially only for the formation of a society, was in fact the result of the Prophet's 13 years of training. Which shows that for an organized and civilized society, moral education and training of individuals and self-purification is a basic need. Both of these characteristics are used for the stability of the state. If we look at the current situation, the boundaries of government have become so wide that many areas of life cannot survive without being directly or indirectly affected by government decisions. At this time, the power of government has become the biggest factor in changing the system and values of the society. Pakistan's political situation is currently going through dangerous stages. All boundaries have been crossed to gain power. Due to unfamiliarity with Islamic politics, the political situation has deteriorated so much that political stability has been lost. The main objective of this research paper is that Political stability in Pakistan is a very important aspect without it man cannot progress in any field of life. In order to achieve political stability, it is necessary to first understand Islamic politics, for which this article will describe the Qur'an and Hadith and the sayings of various personalities. And in this article, some of the principles of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) will be mentioned which will bring stability in politics. Qualitative research technique was used for the collection and analysis of data.

Keywords: Islam, Islamic politics, Political Concept, political stability, Seerat-ul-Nab

تعارف

مملکت مدینہ کا قیام جو ابتدائی طور پر ایک منظم معاشرے کی تشکیل کے لئے تھا در حقیقت مکہ مکرمہ کے تیرہ سال تربیتی انقلاب کا نتیجہ تھا اس لئے ایک منظم معاشرے اور ریاست کے لئے افراد کی اخلاقی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس بنیادی ضرورت ہے۔ اخلاقی تعلیم و تربیت اور تزکیہ نفس کا منطقی نتیجہ ریاست کے افراد کی اخوت و مساوات سے ایک بلند نصب العین کے ذریعے پاکستان میں سیاسی استحکام لایا جاسکتا ہے۔ وہ بلند نصب العین اللہ رب العزت کی رضا ہے جو دل میں پیدا ہو جائے تو دشمن کو بھی دوست بنانے میں دیر نہیں لگتی اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا "إذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا"[1] جب مومنین کی یہ جماعت مسلسل تکالیف و مصائب سے گزر کر ہجرت کے مشکل مراحل سے گزر کر مدینہ میں قیام پذیر ہوئی تو انہوں نے اپنے لئے کچھ رہنما اصول متعین کئے انہی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا نتیجہ تھا کہ وہ ریاست جو مدینہ کے کچھ حصہ تک محدود تھی ایک قلیل مدت میں بڑھ کر عراق، ایران، شام اور مصر تک وسیع ہو گئی اور مدینہ اس ریاست کا دارالخلافہ قرار پایا۔ پاکستان میں بھی سیاسی جماعتوں اور حکمرانون کو انہی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے تاکہ ملک و قوم ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔

سابقہ تحقیق کا جائزہ:

پاکستان میں لوکل گورنمنٹ "کتاب کے مصنف ڈاکٹر اعظم چوہدری نے 336 صفحات پر مشتمل کتاب میں پاکستان کی لوکل گورنمنٹ کی تاریخ کا تفصیلی تجزیہ اور موازنہ کیا ہے جبکہ پاکستان کی مقامی حکومتوں کے خدوخال اور ان کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو بھی اجاگر کیا ہے۔

مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوی والخلافة الراشدیه تحریر ڈاکٹر محمد حمید اللہ یہ کتاب عہد نبوی ﷺ سے لے کر عہد خلافت راشدہ تک کے تاریخی و سیاسی وثائق کا مجموعہ ہے۔ اولاً یہ کتاب مصر سے 1941ء میں اور دوسری بار 1956ء میں شائع ہوئی۔ بیروت سے 1965ء میں شائع ہوئی۔ پانچویں بار عربی زبان میں دارالنفائس بیروت سے 1405ھ / 1985ء میں 766 صفحات پر شائع ہوئی۔ اِس کتاب کا اردو ترجمہ مولانا ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی نے کیا اور مجلس ترقی ادب لاہور سے ماہِ اپریل 1960ء میں شائع ہوئی۔ دوسری بار اردو ترجمہ ماہِ جون 2005ء میں مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ اردو ترجمہ کی بجائے عربی نسخہ کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں اسلامی ریاست کے قوانین و اصول کے متعلق سید ابوالاعلی مودودی کی کتاب "اسلامی ریاست ہے جس میں اسلامی نظم و مملکت پر خاصی بحث کی گئی ہے۔ مذکورہ بالا تمام تحقیقات میں پاکستان میں سیاسی عدم استحکام پر اور یہ کہ کس طرح سیاسی استحکام کا حصول سیرت النبی ﷺ کی

روشنی میں ممکن ہے پر بحث نہیں کی گئی۔ اس تحقیقی کمی کو یہ آرٹیکل کسی حد تک پورا کرے گا اور اس کے متعلق محققین کے لئے نئے باب بھی روشن ہوں گے۔

سیاست و نظام سیاست کے معنی و مفہوم

علامہ ابن خلدون کے مطابق سیاست اس ذمہ داری کا نام ہے جس کی رو سے عام انسانی نگہداشت کا کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ جس کے ذریعے اللہ کی نیابتی حکومت بندگان خدا میں اللہ کے قوانین کو نافذ کرتی ہے اور احکام کا اجرا عمل میں لاتی ہے۔ اس کام میں انسانی بہتری اور مفاد عامہ کا لحاظ رکھتی ہے اور قانون کو فیصلہ کن قوت تسلیم کرتی ہے۔[2] مزید لکھتے ہیں کہ سیاست وہ حکمت عملی ہے جس کی قوت سے اجتماعی کردار اور مصالح عامہ کا تحفظ دیا جاتا ہے اور حکومت کا نظم چلایا جاتا ہے۔[3] ابن خلدون وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے طرز سیاست، سلطنت اور حکومت کو دنیا سے روشناس کرایا۔

علامہ ابوالبقاء الحنفی لکھتے ہیں کہ سیاست وہ کام ہے جس کا مقصد انسان کی بہتری کے لئے ایک ایسا راستہ پیدا کرنا ہے جو حال اور مستقبل کی رہنمائی کے لئے ضمانت حاصل کر سکے۔ سیاست انبیاء کی ذمہ داری ہے جو اپنے عام و خاص اور ظاہری و باطنی دائرہ میں اسی طرح کام کرتی ہے جس طرح حکمران صرف ظاہری حلقہ اثر میں اس ذمہ داری کے مالک ہوتے ہیں۔[4]

پروفیسر آر این گلکرائسٹ کے مطابق علم سیاست ریاست اور حکومت دونوں سے بحث کرتا ہے۔[5]

فرانسیسی مصنف پال جینٹ لکھتا ہے سیاست عمرانی علوم کا وہ جزو ہے جو ریاست کی بنیادوں اور حکومت کے بنیادی اصولوں سے بحث کرتا ہے۔ پروفیسر الیاس حمید علم سیاست کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ ریاست کے مسائل کے بارے میں باضابطہ مطالعہ ہے۔

ان تعریفوں کی روشنی میں سیاست کی جامع تعریف ان الفاظ میں کی جا سکتی ہے کہ "سیاست عمرانی علوم کا وہ حصہ ہے جو ریاست کی نوعیت، ابتداء اور ارتقاء اور ریاست و حکومت کی مختلف اشکال اور ان کے اغراض و مقاصد، شہریوں کی آزادی، حقوق و فرائض اور ریاستوں کے مابین تعلقات کا مدلل مطالعہ کرتا ہے۔

رابرٹ ڈہل نے سیاست کی تعریف میں وسعت دی کہ سیاسی نظام انسانی تعلقات کا ایک مستقل نمونہ ہے جس میں کنٹرول، غلبہ اور اتھارٹی اہم ہیں سیاسی تنظیم میں وہ اتنا آگے چلا گیا ہے کہ تمام انسانی تنظیموں کو سیاسی تنظیموں میں شامل کرتا ہے۔ علم سیاست میں ان تمام انسانی اعمال اور سرگرمیوں کا مطالعہ بھی کیا جاتا ہے جو ریاست کے اندر منظم زندگی سے متعلق ہوں۔[6]

اسلام اور سیاست کا باہمی تعلق

علامہ یوسف قرضاوی فرماتے ہیں کہ اسلام ہوتا ہی سیاسی ہے اللہ تعالی کے نازل کردہ اسلام کا سیاست کے بغیر تصور ہی ممکن نہیں اگر آپ اسلام کو سیاست سے الگ کر دیں گے تو آپ اسے کوئی اور مذہب بنا دیں گے یہودیت یا

عیسائیت جیسا مگر اسلام نہیں ہو گا۔[7] اسلام اور سیاست ایک ایسا عنوان ہے جسے الگ نہیں کیا جا سکتا اگر اسلام سے سیاست کو نکال دیا جائے تو اس کا مطلب اسلام کو بے روح کر دیا جائے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ فرد کی بنیاد تین چیزوں پر ہے معاشرت، معیشت، اور سیاست، فلسفہ سیاست کا بنیادی تصور ریاست ہے تمام سیاسی خیالات بالواسطہ یا بلاواسطہ اسی سے وابستہ ہیں اسلام کا تصور سیاست اس امر کا متقاضی ہے کہ طبقات معاشرہ اور مختلف مذہبی اکائیاں مل کر ایک آئینی ریاست تشکیل دیں یعنی تشکیل ریاست اور تدوین آئین بنیادی اسلامی احکامات و تصوارات میں سے ہے اس مقصد کے حصول کے لئے حضور اکرم ﷺ کا ریاست مدینہ کی تشکیل اور میثاق مدینہ کی صورت میں ایک آئینی دستاویز کی تیاری اور ناقابل تردید دلیل اور حجت ہے۔

اسلام نے ریاست کے تقرر کے لئے اس ریاست کے شہریوں کی اتفاق یا کثرت رائے کا اصول مقرر کیا ہے قرآن کریم میں امور ریاست مشاورت سے چلانے کا ضابطہ مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "و امرھم شوری بینھم "[8] اسی طرح اسلامی نظام میں حکمرانوں کو اقتدار سے الگ کرنے کا اصل اختیار بھی عوام اور شہریوں کو دیا گیا ہے جس کی بنیاد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مسند خلافت سنبھالنے کے فوراً بعد پہلے خطبہ کے یہ الفاظ ہیں "اے لوگو مجھے تم پر حکمران مقرر کر دیا گیا ہے حالانکہ میں تم سب سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھائی کی راہ پر چلوں تو میری مدد کرنا اور برائی کی راہ پر چلوں تو میرا ساتھ چھوڑ دینا تم میری اس وقت تک اطاعت کرتے رہنا جب تک میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا رہوں اور اگر میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نافرمان ہو جاؤں تو تم پر میرے فرمان کی اطاعت قطعاً واجب نہیں۔[9]

نااہل کو اقتدار سونپنے کے متعلق بعض روایات میں ہے " جس شخص نے کوئی عہدہ کسی شخص کے سپرد کیا حالانکہ اس کے علم میں تھا کہ دوسرا آدمی اس عہدے کے لئے زیادہ قابل اور اہل ہے تو اس نے اللہ کی خیانت کی اور رسول ﷺ کی اور سب مسلمانوں کی "آج نظام حکومت کی جو بدترین شکل ہمیں نظر آتی ہے وہ سب اس قرآنی تعلیم کو نظر انداز کر دینے کا نتیجہ ہے کہ تعلقات اور سفارشوں اور رشوتوں سے عہدے تقسیم کئے جاتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نااہل اور ناقابل لوگ عہدوں پر قابض ہو کر خلق خدا کو پریشان کرتے ہیں اور سارا نظام حکومت تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔[10] اسی لئے قرآن کریم میں ہے "إن الله يامركم ان تؤدوا الامنت إلى اهلها "[11] کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین تک پہنچا دیا کرو اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب دیکھو کہ کاموں کی ذمہ داری ایسے لوگوں کے سپرد کر دی گئی ہے جو اس کام کے اہل نہیں تو اب اس فساد کا کوئی علاج نہیں قیامت کا انتظار کرو۔

نبی کریم ﷺ با قاعدہ ریاست قائم کر کے اور خلفاء راشدین نے اس ریاست کے استحکام و توسیع کے ذریعے اسلام کے ریاستی وسیاسی احکام بڑی صراحت کے ساتھ واضح کئے ہیں۔ اسلام کے سیاسی وریاستی احکام ہی اسلام کو دین بناتے ہیں اور اسے دیگر مذاہب سے ممتاز کرتے ہیں ان کو دین اسلام سے الگ کرنا یا ریاست و سیاست کو کلیۃ آزاد کر دینا دین اسلام کے حقیقی تصور میں تحویل کے مترادف ہے۔

پاکستان میں حکومتیں ناکام ہونے کی وجوہات

پاکستان اپنے قیام سے لیکر اب تک ستر سال سے زیادہ کا وقت گزار چکا ہے لیکن ابھی تک یہاں کوئی بھی مستحکم نظام حکومت قیام پذیر نہ ہو سکا اس عرصہ میں پارلیمانی، صدارتی اور مارشل لاء سارے ہی نظام بروئے کار لائے جا چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قیام پاکستان سے اب تک تین مکمل اور چار عبوری دساتیر کے تجربے بھی ہو چکے ہیں لیکن وہ کونسی وجوہات ہیں کہ پاکستان میں اب تک کوئی مستحکم حکومت قائم نہیں ہو سکی؟ اس ریسرچ آرٹیکل کو لکھنے کا ایک اہم سوال یہی ہے جو ہر پاکستانی کے ذہن میں آتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کوئی بھی نظام بذات خود خراب نہیں ہوتا بلکہ اس نظام کی کامیابی کا مکمل دار و مدار منتظمین کی لگن اور خلوص نیت پر مبنی ہوتا ہے اگر نظام چلانے والوں میں خلوص نیت نہ ہو، ایمان داری نہ ہو، ذاتی مفاد کو ملک و قوم کے مفاد پر ترجیح دیتے ہوں، ذاتی مفاد کو ملک و قوم کے مفاد پر ترجیح دیتے ہوں تو نظام چاہے کتنا اچھا ہو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا اور کسی نظام یا حکومت کی کامیابی کے لئے ضروری ہے اس نظام یا حکومت کو عوام کی مکمل تائید حاصل ہو۔ اگر پاکستان کی سیاسی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں کسی بھی مستحکم حکومت یا کسی بھی نظام کے ملک میں ناکام ہونے کی درج ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں۔

1۔ سیرت النبی ﷺ سے اخذ کئے گئے اصولوں پر اہلیان حکومت کا عمل پیرا نہ ہونا۔

2۔ سیاستدانوں میں جمہوری فکر کا موجود نہ ہونا۔

3۔ عوام میں سے کسی جماعت کا نہ ہونا کیوں کہ پاکستان میں زیادہ تر جماعتیں شخصیات کی پیداوار ہیں۔

4۔ مذہبی جماعتوں اکثریت جو سیاست میں حصہ لیتی ہیں وہ فرقہ واریت کی پیداوار ہیں وہ اپنے مخصوص فرقہ کی حمایت یافتہ ہوتی ہیں۔

5۔ سیاستدانوں میں وطن کی محبت کا فقدان اور حصول اقتدار کو مقدم رکھنا۔

6۔ سیاستدانوں کا اولوالامر کی صفات سے عاری ہونا۔

7۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی کرپشن، اداروں کا آپس میں ٹکراؤ۔

پاکستان کے سیاسی نظام میں عدم استحکام پر ایک نظر

بد قسمتی یہ ہے کہ ستر سال سے زائد کا عرصہ گزر گیا آج تک وہ لیڈر میسر نہیں آئے جو پاکستان کو بلدہ طیبہ بناتے اس کے برعکس جس کے ہاتھوں میں زمام کار آئی اس نے پاکستان کے قیمتی انسانی وسائل بے دردی کے ساتھ ضائع کئے، جوانوں کی جوانی بوڑھوں کی فرزانگی، اہل علم کی دانش، محنت کاروں کی محنت سب ضائع جاتی رہی جو قدرتی وسائل موجود تھے ان سے بھی ان کی غفلت کے باعث استفادہ نہیں کیا جاسکا، کھیتوں کی پیداوار کم ہوتی گئی پانی کی فراہمی گھٹتی تھی اور جو نئے وسائل وجود میں آئے بھی تو انہوں نے دونوں ہاتھوں سے لوٹا اور ان پر داد عیش دینے میں مصروف رہے۔[12]

ان لیڈروں نے ملک کو صرف شکست و، سیاسی محاذ آرائی اور عدم استحکام کے تحائف ہی دیئے ہیں بلکہ جس شعبہ زندگی کو لیجئے اس میں بگاڑ اور انحطاط ہی پیدا کیا ملک کو ترقی کی راہ سے دور کرنے میں ان سیاسی، سول اور فوجی لیڈروں کی کارکردگی بالکل ناقص رہی ہے۔[13] جو لوگ مسائل پیدا کر رہے ہیں وہ انہیں حل کرنا چاہتے ہیں حکمرانوں کو عدالت کے سامنے جواب دہ بنایا جاسکتا ہے۔ احتساب کے لئے باختیار عدالتیں بنائی جاسکتی ہیں۔ جب تک مقتدر سیاسی قوتیں خود حل تلاش کرنے میں مخلص نہ ہوں مگر ان کا حال یہ ہے کہ ہر جماعت اپنے موقف پر اٹل اور اسی میں مگن ہے قرآن پاک میں ہے " **كل حزب بما لديهم فرحون**"[14] ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی میں مگن ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے "**افمن زين له سوء عمله فرآه حسنا**"[15]

حالات سنگین اور تلخ ضرور ہیں لیکن مایوسی کفر ہے اور لوگ کشتی میں چھید کر رہے ہیں تو پوری تندہی سے کشتی کو بچانے میں لگ جانا سب سے اہم اور مقدس فریضہ ہے۔ کچھ بھی نہ کر سکیں تو کم از کم بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح مرثیہ پڑھنے، رہنماؤں اور قوم کو جھنجوڑنے اور جگانے ان کے کانوں میں صور پھونکنے اور ان کے سر پر منڈلاتے ہوئے مہیب خطرات سے آگاہ کرنے کا کام تو کرنا ہی چاہیئے۔[16] آج کے حکمران اگر یہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ جس طرح حکومت چلا رہے ہیں اس طرح حکومت زیادہ عرصہ چل سکتی ہے تو وہ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں اگر وہ حقیقت حال سے آگاہ ہیں تو جان بوجھ کر خود کشی کر رہے ہیں سیاسی جمہوری استحکام صرف ملک کے نہیں خود ان کے مفاد میں بھی ہے۔ احتساب کے نام پر سیاسی انتقام لیا جاتا ہے اسطرح جمہوری استحکام کی کوئی راہ کھل بھی سکتی ہے تو وہ مسدود ہو جاتی ہے سیاسی نظام میں اعلی ترین ادارے قومی اسمبلی اور سینٹ ہیں انہیں باہمی جنگ و جدل کا اکھاڑا بنا دیتے ہیں۔ اپوزیشن کا کردار بھی کم قابل مذمت نہیں انہی اداروں کے احترام سے حکومت کا احترام اور انہی کی بقا سے حکومت کی بقا وابستہ ہے مگر نہ حکومت کے وزرا اجلاس میں آتے ہیں نہ ممبران اور نہ پالیسیوں اور قانون سازی پر بحثوں پر مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔[17]

سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی روشنی میں سیاسی عدم استحکام کا حل

کسی بھی ملک کے داخلی و خارجی سلامتی کے لئے چند لازمی عناصر ہوتے ہیں جن کا مقام جس قدر اونچا ہوتا ہے ملک اسی طرح مستحکم اور مضبوط ہوتا ہے اور جتنا مقام نیچے آتا ہے ملک اتنا ہی کمزور ہوتا ہے۔ ان مین سب سے پہلی چیز جرات مند اور مخلص قیادت کا ہونا ہے جو گھمبیر حالات میں بھی قوم میں کسی طرح کی نا امیدی پیدا نہ ہونے دے۔ قوم کے سامنے ایسا نظریہ رکھے کہ اس کو تسلیم کرنے میں کسی طرح کا کوئی شک وشبہ نہ ہو اگر یہ چیزیں موجود ہوں تو قوم کی طرف سے وفا ہمیشہ غیر مشروط ہوتی ہے۔ اور قوم و قیادت کے درمیان اس طرح کا وفادارانہ تعلق ملکی استحکام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مکہ مکرمہ کے سخت و مشکل حالات میں نہ تو خود ہمت ہاری اور نہ اپنے مشن سے پیچھے ہٹے نہ اپنے ماننے والوں کا حوصلہ پست ہونے دیا بلکہ کلمہ طیبہ کی برکت سے انہیں عرب و عجم کے باج گزار ہونے کا مژدہ سنایا۔[18]

ملکی استحکام کے لئے عہدوں پر حکومت کے تمام چھوٹے بڑے عہدوں پر انتہائی دیانت دار، اہل علم، باصلاحیت اور خادم بن کر قوم کی خدمت کرنے والے افراد کا تقرر ضروری ہے۔ بد دیانت، کرپٹ اور نااہل لوگ نہ صرف ملک کا وقار گرا سکتے ہیں بلکہ ملکی سالمیت وبقا کو بھی خطرے میں ڈال سکتے ہیں۔ اسلام میں کوئی حکومتی عہدہ ایک امانت اور انتہائی ذمہ داری کی چیز ہے، دوسرے لفظوں میں کانٹوں کی سیج نہ کہ پھولوں کی۔[19] کوئی حکومت اگر کسی نااہل آدمی کو کسی منصب پر فائز کرتی ہے تو قرآن مجید اسے خیانت قرار دیتا ہے۔ ابن تیمیہؒ نے زیادہ اہل اور مستحق شخص کے مقابلے میں کسی بھی وجہ سے دوسرے آدمی کے تقرر کو اللہ ورسول اور مومنوں کے غداری اور بے وفائی قرار دیا ہے۔[20]

جس قوم کو بنیادی حقوق حاصل نہ ہوں اور ان کے فرائض کا صحیح تعین نہ کیا گیا ہو وہ قوم کسی میدان میں مستحکم نہیں ہو سکتی۔ بنیادی ضروریات زندگی، جان، مال اور عزت کی حفاظت اور دیگر سیاسی و سماجی حقوق فراہم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ عہد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی اسلامی ریاست میں اس قسم کے تمام حقوق مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی حاصل تھے۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ایک وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی حکومت میں بہت کم احتجاج کی تحریکیں اٹھیں۔ معاشرے کے اکثر افراد کو حقوق بلا امتیاز مہیا کیے گئے تھے چنانچہ معاشرے میں امن و سکون کا دور دورہ تھا۔[21] حکومت کو چاہیے کہ حقوق کی فراہمی میں امتیازی سلوک کا خاتمہ کرے تاکہ معاشرے کے کمزور افراد محروم نہ رہیں اور کسی طبقے کا استحصال نہ ہونے پائے۔ اجرتوں کا صحیح تعین کیا جائے تاکہ مزدور اور عام طبقہ متاثر نہ ہو کیونکہ اس طرح کی صورتحال میں طبقاتی کشمکش پروان چڑھتی ہے اور لوگ اپنی جملہ صلاحیتوں کو بطریق احسن استعمال نہیں کر سکتا۔ بعض حقوق و فرائض ایسے ہوتے ہیں جو قومی یا علاقائی نوعیت اختیار کر لیتے ہیں اگر ان کی طرف صحیح توجہ نہ دی گئی تو بھی ملک میں داخلی عدم استحکام کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور ملک میں ملکی ترقی کی راہیں مسدود ہو کر رہ جاتی

ہیں۔ اس ضمن میں نبی کریم ﷺ نے ابتداء ہی سے خصوصی توجہ فرمائی چنانچہ اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہی مختلف قبائل کے درمیان حقوق و فرائض کا صحیح تعین فرمایا۔[22]

عدل کے ذریعے استحکام

مساویانہ انصاف کی فراہمی کے سلسلہ میں اسلام نہایت تاکید کے ساتھ تلقین کرتا ہے۔ حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کو ایمان باللہ کے بعد سب سے زیادہ قوی فرض قرار دیا گیا۔[23] رسول اللہ ﷺ نے انصاف رسانی کا انتہائی مستحکم ادارہ قائم فرمایا جس کے تحت ہر چھوٹے بڑے، امیر و غریب اور شاہ و گدا کو برابری کی بنیاد پر انصاف مہیا کیا جاتا تھا۔ سب کے لیے ایک قانون رکھا گیا تھا۔ قاضی کی عدالت میں بادشاہ پر بھی مقدمہ دائر ہو سکتا تھا۔ یہی وہ مساویانہ عدل و انصاف تھا جس کے تحت آگے چل کر خلفائے راشدین اپنے گورنروں اور عمال کا بلا جھجک احتساب کرتے اور عام لوگ بھی عدالت کے ذریعے ان سے اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتے تھے۔[24] آپ ﷺ نے انصاف رسانی کو ایک مرکزی ادارے کا درجہ عنایت فرمایا جس میں بلا تفریق انصاف مہیا کیا جاتا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے قبیلوں کا سہارا ترک کر کے آپ ﷺ کی طرف رجوع کیا حتی کہ غیر مسلم بھی آپ ﷺ سے بخوشی فیصلے کرانے لگے۔ اس طرح عرب میں معاشرتی امن کا دور دورہ ہوا۔ پاکستان میں عدلیہ بعض معاملات میں سیاسی نمائندوں اور انتظامیہ کے دباؤ میں ہوتی ہے۔ اس طرح عدلیہ کا صحیح مقصد یعنی مساویانہ انصاف پورا نہیں ہوتا۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ عدلیہ سیاسی تصرف اور انتظامیہ کے دباؤ سے مکمل طور پر آزاد کرے۔ کسی طاقتور کو قانون سے بالاتر قرار نہ دیا جائے موجودہ پاکستانی قانون میں صدر وزیر اعظم، وزراء اعلیٰ اور گورنر وغیرہ پر عام آدمی فوجداری مقدمہ دائر نہیں کر سکتا۔ ایسے قوانین میں درستگی کی جائے۔[25]

سیاسی استحکام کے لئے معاشی استحکام

انسان کی اولین ضروریات اس کی معیشت سے شروع ہوتی ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی اللہ تعالی نے ان بنیادی ضرورتوں کے متعلق فرمایا کہ

[26]"إِنَّ لَکَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى۔ وَأَنَّکَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى"

ترجمہ: "بلاشبہ تمہارا یہ حق ہے کہ تم یہاں نہ بھوکے رہوگے اور نہ ننگے اور یہ کہ تم نہ پیاسے رہو اور نہ ہی بھوک کی تپش اٹھاؤ۔"

قومی استحکام و عدم استحکام میں ان کی معیشت نہایت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ علمی و سائنسی میدان میں بھی وہی قومیں عروج پر پہنچتی ہیں جن کی معیشت مستحکم اور خوشحال ہو وگرنہ بری معیشت انسان کو اپنے اللہ سے بھی دور کر دیتی ہے۔

سیاسی استحکام کے لئے خارجی امن وسکون

ریاست کے داخلی استحکام کو بحال رکھنے کے ساتھ ساتھ بیرونی خطرات سے مدافعت کا انتظام بھی ضروری ہے۔ بیرونی خطرات سے نمٹنے اور جنگ کو کم کرنے کا ایک عام طریقہ یہ ہے کہ فنون حرب میں اتنی ترقی کی جائے کہ دشمن کو حملہ کرنے کی ہمت ہی نہ ہو۔ سیرت طیبہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جدید ہتھیار حاصل کیے اور استعمال بھی فرمائے۔ آپ نے ﷺ نے مخالفین کی دشمنانہ سرگرمیوں کی اطلاع حاصل کرنے کے لیے جاسوسی کا صحیح انتظام فرمار کھا تھا۔[27] خارجی امن واستحکام کے سلسلے کی ایک اہم کڑی آپ ﷺ کے وہ معاہدے تھے جو آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کے قیام کے فورا بعد کیے۔[28] سیرت کے ذخائر سے ثابت ہے کہ دشمن کی ریشہ دوانیوں سے بچنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے مدینہ کے اہم قبائل سے امن معاہدے کئے یہ معاہدے اسلامی ریاست کے خارجی استحکام میں بہت کارگر ثابت ہوئے۔[29] دفاعی سلامتی کے لیے حکومت کو نہ صرف جدید ہتھیار حاصل کرنے چاہیں بلکہ ان کا ملک کے اندر بھی تیار کرنا ضروری ہے۔ ملکی سیکرٹ سروس کو سیاسی اثرات سے بچا کر پیشہ ورانہ مقاصد کے لیے فعال بنایا جائے۔[30]

خلاصہ کلام

انسانیت کو دنیاوی واخروی کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اسلام ریاست وحکومت کا ایک بہترین نظام وضع کرتا ہے۔ یہ نظام افراد کی تمام ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اخلاقی اقدار کی بدولت اخروی فلاح وبہبود کا بھی ضامن ہے آپ ﷺ نے اسلام کے اسی نظام کی بنیاد پر مدینہ میں ریاست کی بنیاد رکھی جسے پہلی فلاحی ریاست حاصل ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ خداداد صلاحیت اور رہنمائی کی بدولت آپ ﷺ نے دنیا کو ایسے نظم سلطنت سے متعارف کروایا جہاں فرد کی آزادی اور حقوق کا خیال رکھا گیا۔ بلا امتیاز عدل وانصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کیا گیا جس کے نتیجے میں جرائم اور ہر قسم کے ظلم واستحصال کا خاتمہ ہوا۔ آپ ﷺ کی بہترین حکمت عملی مسائل کے خاتمے کے ساتھ ساتھ ریاست کے استحکام اور ترقی میں معاون بنی۔ سیرت نبوی کا اس نہج پر مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ آج کی مہذب دنیا جن حقوق کا راگ الاپتی ہے اور ان کے تحفظ کی دعویدار ہے چودہ صدیاں قبل قائم ریاست مدینہ ان حقوق کی فراہمی یقینی بنا کر عدل وانصاف کے تمام تقاضے پورے کر چکی ہے۔

سفارشات:

1۔ سیاسی استحکام سماجی تعاون کو مضبوط رکھنے اور قانون کی حیثیت کو ریاست میں مستحکم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ریاست میں معاشی ترقی، اجتماعی اتحاد اور قانون کی برتری کے لئے ضروری ہے۔ سیاسی نظام قوم اور ریاست کی تعمیر کے عمل کو سیدھے طور پر متاثر کرتا ہے۔

2۔ پاکستان میں سیاسی پیش رفت صوبائی حسد اور خاص طور پر چھوٹے صوبوں سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا (کے پی کے) اور گلگت بلتستان (جی بی) میں شدید ناراضگی کی وجہ سے بدستور متاثر ہو رہی ہے تو اس کے خاتمے کے لئے اقدامات کرنے ہونگے۔

3۔ آج کل پاکستان کی معیشت سیاسی عدم استحکام کی بنا پر تباہ و بربادی کا شکار ہو گئی ہے۔ ملک کو سیاسی انتشار کے خطرے کے باعث معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اگرچہ مملکت کے پاس وسیع معاشی وسائل ہیں۔ غیر مستحکم سیاسی نظام ایک خطرہ ہے جو کسی مملکت میں نظم و نسق اور قانون کے نفاذ کو روکتا ہے۔

4۔ ایک خوشحال اور ترقی پسند معیشت کے لیے سیاسی استحکام ناگزیر ہے ورنہ ملک معاشی بحران کے اندھیروں میں ڈوب جائے گا۔

5۔ پاکستان کو ممکنہ مالیاتی دیوالیہ دور سے باہر نکالنے کے لیے ہر طرف بیلٹ سخت کرنے پر قومی اتفاق رائے سے کم کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔ال عمران، 103

[2] ۔ابن خلدون، مقدمہ ابن خلدون، ص101، ناشر نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

[3] ۔حامد انصاری، اسلام کا نظام حکومت، ص199، ندوۃ المصنفین دہلوی، 1956

[4] ۔ابو البقاء، ایوب بن موسی الحسینی، الکلیات معجم فی المصطلحات والفروق اللغویہ، ص374، مؤسسۃ الرسالۃ 1419ء

[5] R N Gilchrist, Principles of Political Science p 34

[6] ۔ایضاً

[7] ۔یوسف القرضاوی، سیاسی و غیر سیاسی اسلام کی بحث، لاہور، ادارہ معارف اسلامی، 2008ء، ص 7

[8] ۔الشوری، آیت نمبر 38

[9] ۔ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ج6، ص 301

[10] ۔البخاری، صحیح البخاری، کتاب العلم، حدیث نمبر 59

[11] ۔النساء، 58

[12] ۔خرم مراد، پاکستان کے قومی مسائل تجزیہ و حل، ص151، لاہور، منشورات، 2011ء

[13] ۔ایضاً، ص 152

[14] ۔الروم، آیت نمبر 32

[15] ۔الفاطر، آیت نمبر 8

[16] ۔خرم مراد، پاکستان کے قومی مسائل تجزیہ و حل، ص167، لاہور، منشورات، 2011ء،

[17] ۔ڈاکٹر سعید احمد صدیقی، پاکستان کے مسائل اور درپیش چیلنجز، اسلام آباد، وزارت مذہبی امور اسلام آباد

[18] ۔ابن سعد، الطبقات الکبری، ج1، ص202، بیروت1960

[19] ۔ مسلم، صحیح المسلم، باب کراھۃ الامارۃ، ج2، ص12، طبعہ کراچی

[20] ۔ابن تیمیہ، سیاست الہیہ، ص117، لاہور، طبع اول

[21] ۔ابن ہشام، ہشام بن ایوب، سیرت ابن ہشام، ص501-504

[22] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، مجموعۃ الوثائق، دستور مدینہ

[23] ۔السرخسی، المبسوط، ج6، ص59

[24] ۔علاوالدین علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، ص662، طبع بیروت

[25] ۔فاروق، ڈاکٹر نجیب، ص453، دستور پاکستان، لاہور،

[26] ۔طہ، آیت نمبر 118-119

[27] ۔ڈاکٹر حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص223، نگارشات پبلشرز، 24مزنگ روڈ لاہور

[28] ۔ابن ہشام، ہشام بن ایوب، سیرت ابن ہشام، ج2، ص318، طبع بیروت

[29] ۔ابن سعد، محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، ج1، ص271

[30] ۔سید عزیز الرحمن، استحکام پاکستان کے لئے بہترین رہنمائی، ص89، وزارت مذہبی امور اسلام آباد